رجسٹرڈ ایل نمبر ۱۹۳

سلسلہ عالیہ احمدیہ کا سب سے پہلا اور مشہور اور معروف اخبار

THE ALHAKAM

QADIAN

الحکم

ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسہم

بیا در بزم مستاں تا بہ بینی عالمے دیگر
بہشتے دیگر و ابلیس دیگر آدمی دیگر

چہ گویم با تو گر آئی چہا در قادیاں بینی + دوا بینی شفا بینی غرض دار الاماں بینی

مدیر

شیخ یعقوب علی تراب احمدی عرفانی
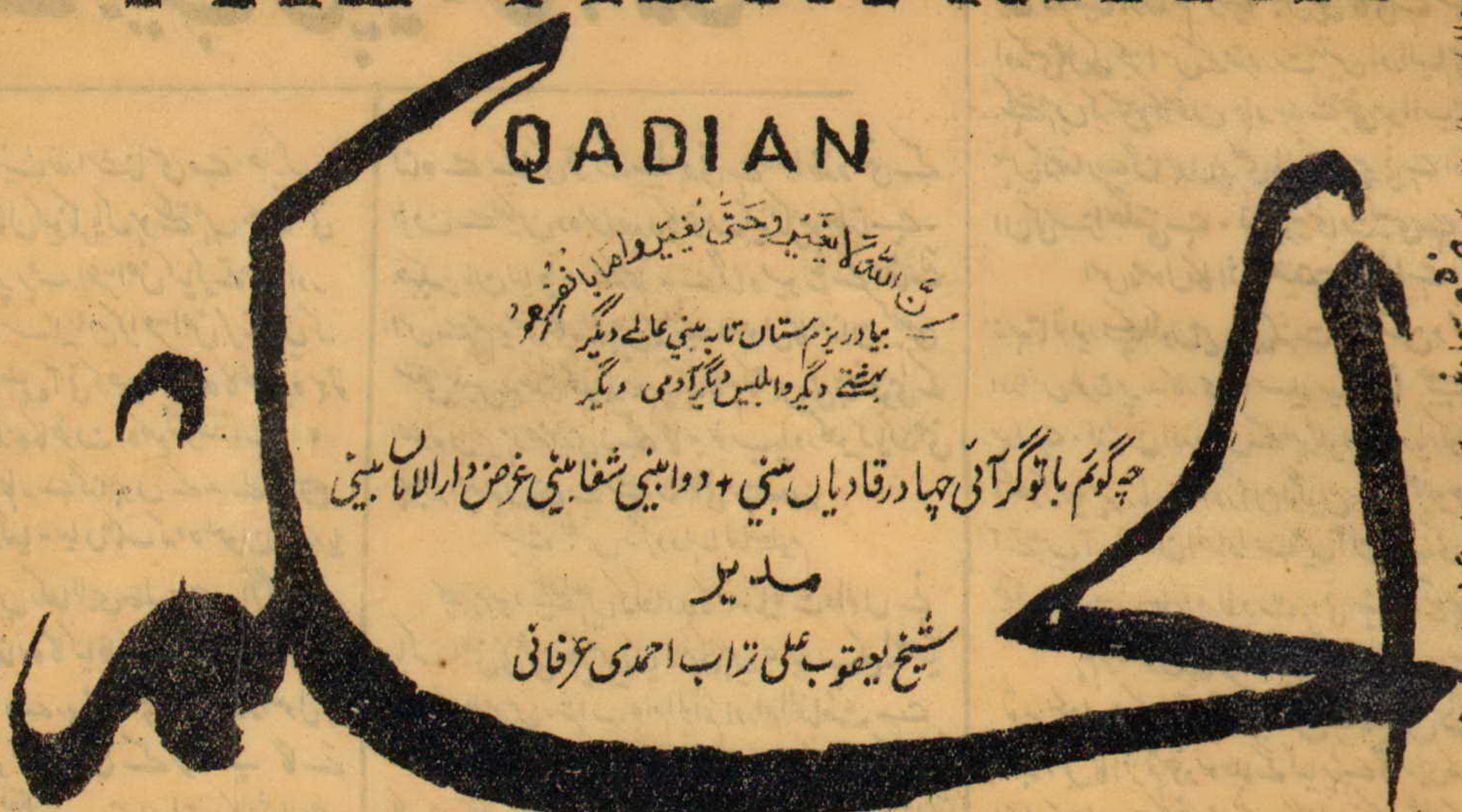
مدینۃ المسیح دار الامن والامان قریۃ المبارک قادیان سے ہر انگریزی ماہ کی ۷ ـ ۱۴ ـ ۲۱ ـ ۲۸ تاریخکو خدا تعالیٰ کے فضل و رحم کے ساتھ شائع ہوتا ہے۔

جلد ۲۷	۲۱ جون ۱۹۲۵ء	نمبر ۲۳

دنیائے آرزو

ہر شے کو مسلسل جنبش ہے ، راحت کا جہاں میں نام نہیں
اس بزم فنا کا ہر ذرّہ بے چینیوں کے انبوہ میں ہے
چھائی ہے فضا پر تشنہ لبی ، مفقود دہیاں سیرابی ہے
ہستی کی سماعت مضطر ہے ، عشرت کے ترانے سننے کو
بادل کی گرج ہے سینوں میں ، بجلی کی تڑپ جذبات میں ہے
کانٹے کے جگر میں ہے یہ خلش کلیوں کا تبسم آئے ہمیں
ہر قطرۂ دریا غلطاں ہے ، موتی پہ تسلط پانے کو
ہر دل میں خلش ہے پھولوں سے امید کا دامن بھرنے کی

اس عالم سعی و کاوش میں ، دم بھر بھی ہمیں آرام نہیں
اک رعشۂ پیہم کاہ میں ہے ۔ اک لرزش پنہاں کوہ میں ہے
ہر جسم میں اک بے چینی ہے ۔ ہر روح میں اک بے تابی ہے
ہر "نقص" کا داماں پھیلا ہے "تکمیل" کی کلیاں چننے کو
اک شور جہاں میں برپا ہے ، اک حشر سا موجود است میں ہے
کلیوں کا تبسم اس دھن میں پھولوں کی ہنسی آ جائے ہمیں
ہر ذرۂ صحرا اڑتا ہے ، خورشید جگر کھانے کو
ہر شے کے دھڑکتے سینے میں ، خواہش ہے ترقی کرنے کی

(مسلم راجپوت)

پیارے حبیب کی پیاری باتیں!

مذہب کی اول اینٹ خداشناسی ہے۔ جب تک وہ درست نہ ہو دوسرے اعمال کیونکر پاک ہو سکتے ہیں۔ عیسائی دوسروں کی پاک باطنی پر بڑے اعتراض کیا کرتے ہیں اور کفارہ کا اخلاق سوز مسئلہ مان کر اعتراض کرتے ہیں کہ میری سمجھ میں یہ بات نہیں آتی کہ جب کفارہ کا عقیدہ ہو تو نعوذ باللہ تعالیٰ کے مواخذہ کا خوف رہ کیونکر سکتا ہے؟ کیا یہ سچ نہیں ہے کہ ہمارے گناہوں کے بدلے مسیح پر سب کچھ وارد ہو گیا۔ یہاں تک کہ وہ ملعون قرار دیا گیا اور تین دن ہاویہ میں رکھا ایسی حالت میں اگر گناہوں کے بدلے سزا ہو تو پھر کفارہ کا کیا فائدہ ہوا اصول کفارہ ہی چاہتا ہے کہ گناہ کیا جاوے۔ یہ قاعدہ کی بات ہے کہ اصول کا اثر بہت پڑتا ہے۔ دیکھو ہندوؤں کے نزدیک گائے بہت پوتر اور قابل تعظیم ہے اور اس کا اثر ان میں اس حد تک ہے کہ اس کا پیشاب اور گوبر بھی پوتر کرنے والا ان میں قرار دیا گیا ہے اور گائے کے متعلق اسقدر جوش ان میں ہے جس کی کچھ حد بھی حد نہیں۔ یہی وجہ ہے کہ یہ امر ان میں بطور اصول داخل کیا گیا ہے یاد رکھو اصول داخل کیا گیا اصول بطور ماں کے ہوتے ہیں اور اعمال بطور اولاد کے۔ جب مسیح کفارہ ہو گیا ہے اور اس نے تمام گناہ ایمان لانے والوں کے اٹھا لئے۔ پھر کیا وجہ ہے کہ گناہ نہ کئے جاویں تعجب کی بات ہے کہ عیسائی جب کفارہ کا اصول بیان کرتے ہیں تو اپنی تقریر کو خدا تعالیٰ کے رحم اور عدل سے شروع کیا کرتے ہیں۔ مگر میں پوچھتا ہوں کہ جب زید کے بدلے پھانسی بکر کو ملی تو یہ کون سا انصاف اور رحم ہے۔

جب یہ اصول قرار دیا گیا کہ سب گناہ اس نے اٹھا لئے اور بدوں پیدا ہونے کے بھی گناہ اٹھا لئے پھر گناہ نہ کرنے کے لئے کون سا امر مانع ہوتا ہے۔ اگر یہ ہدایت ہوتی کہ اس وقت کے عیسائیوں کے لئے کفارہ ہوئے ہیں تو یہ اور بات تھی۔ مگر جب یہ مان لیا گیا ہے تو قیامت تک پیدا ہونے والوں کے گناہ کی گٹھری یسوع اٹھا کر لے گیا اور اس نے سزا بھی اٹھا لی۔ پھر گناہگار کو پکڑنا کس قدر ظلم ہے اول ظلم تو بے گناہ کو گنہگار کے بدلے سزا دینا ہی ظلم ہے اور پھر دوسرا ظلم یہ ہے کہ اول گنہگاروں کو گناہوں کی گٹھڑی یسوع کے سر پر رکھدی اور گنہگاروں کو مژدہ سنا دیا کہ اس نے تمہارے گناہ اٹھا لئے۔ اور پھر گناہ کریں تو پکڑے جاویں یہ عجیب دھوکا ہے جس کا جواب عیسائی کبھی کچھ دے سکیں گے۔

اگر کوئی یہ کہے کہ کفارہ پر ایمان لانے سے انسان گناہ کی زندگی سے نجات پا سکتا ہے اور گناہ کی قوت اس میں نہیں رہتی تو یہ ایک ایسی بات ہے کہ جس کا کوئی ثبوت نہیں ہے۔ اسلئے کہ یہ اصول ہی اپنی جڑ میں گناہ رکھتا ہے۔ گناہ سے بچنے کی قوت پیدا ہوتی ہے۔ مواخذہ الٰہی کے خوف سے لیکن وہ مواخذہ کا خوف کیونکر ہو سکتا ہے۔ جبکہ یہ مان لیا جاوے کہ ہمارے گناہ یسوع مسیح نے اٹھا لئے اس سے ہم یہ نتیجہ نکالتے ہیں کہ ایسے اصول کا انسان کبھی متقی نہیں ہو سکتا کیونکہ وہ ہر ایک کام کو جس کی بنا تقویٰ کے اصولوں پر ہو ضروری نہ سمجھے گا یہ خوب یاد رکھو کہ پاک باطنی ہمیشہ اصولوں ہی سے شروع ہوتی ہے۔ ورنہ

خبث نفس نہ گردد بسالہا معلوم

پھر ہم یہ دیکھتے ہیں کہ کفارہ کا مسئلہ ماننے والوں نے پاک باطنی کی عملی نظیریں کیا قائم کی ہیں؟ یورپ کی بداعمالیاں سب کو معلوم ہیں۔ شراب جو ام الجرائم اور ام الخبائث ہے اس کی یورپ میں اس قدر کثرت ہے کہ اس کی نظیر کسی دوسرے ملک میں نہیں ملتی۔ میں نے کسی اخبار میں پڑھا تھا کہ اگر لندن کی شراب کی دکانوں کو ایک لائن میں رکھا جائے تو چھتر میل تک چلی جاویں۔ جس حالت میں ان کو یہ تعلیم دی گئی ہے کہ ہر ایک گناہ کی معافی کا سرٹیفکیٹ دیا گیا ہے۔ اور جس قدر گناہ کوئی کرے وہ معاف ہیں۔ اب سوچیں کہ عیسائی ہم کو جواب دیں کہ اس کا اثر کیا پڑے گا۔ اگر نعوذ باللہ ہمارا یہ اصول ہوتا تو پھر اس کا کتنا بڑا اثر پڑتا نفس امارہ تو سہارا ہی تلاش کرتا ہے۔ جیسے شیعوں نے امام حسین رضی اللہ عنہ کا سہارا لے لیا۔ اور تقیہ کی آڑ میں جو کچھ کہیں سو تھوڑا ہے۔ میں اسی تقیہ اور امام حسین کے فدیہ کے اصول بنا پر دلیری سے کہتا ہوں کہ شیعوں میں متقی کم نکلے گیں۔ خلیفہ محمد حسن صاحب نے لکھا ہے فدیناہ بذبح عظیم سے جو قرآن میں آیا ہے امام حسین کا شہید ہونا نکلتا ہے اور اس نکتہ پر بہت خوش ہوئے ہیں گویا قرآن شریف کے مغز کو پہنچ گئے ہیں ان کی نکتہ دانی پر مجھے ایک پوستی کی حکایت یاد آئی۔ اور وہ یہ ہے:۔

ایک پوستی کے پاس ایک لوٹا تھا اور اس میں سوراخ تھا اور جب رفع حاجت کو جاتا اس سے پیشتر کہ وہ فارغ ہو کر طہارت کرے سارا پانی لوٹے سے نکل جاتا تھا۔ آخر کئی دن کی سوچ اور فکر کے بعد اس نے یہ تجویز نکالی کہ پہلے طہارت کر لیا کریں اور اپنی اس تجویز سے بہت خوش ہوا۔

اسی قسم کا نکتہ اور نسخہ ان کو ملا ہے جو فدیناہ بذبح عظیم سے امام حسین کی شہادت نکالتے ہیں۔ شیعہ لوگوں کی مسجدیں تک تو صاف نہیں رہ سکتی ہیں۔ ہم ایک شیعہ استاد سے پڑھا کرتے تھے اور وہاں کتے پیشاب اور پاخانہ پھر جاتے تھے۔ اور مجھے یاد نہیں ہے کہ کسی نے کبھی وہاں نماز پڑھی ہو۔ شیعہ یہی کہتے ہیں کہ ہمارے لئے امام حسین اور اہل بیت شہید ہو چکے ہیں ان کے غم میں رو لینا اور ماتم کر لینا بس یہی کافی ہے جنت کیلئے اور کسی عمل کی بجز اس کے ضرورت نہیں اور ایسا ہی عیسائی کہتے ہیں کہ مسیح کا خون ہمارے لئے منجی ہوا اب ہم پوچھتے ہیں کہ تمہارے گناہوں پر بھی بازپرس ہوتی ہے اور تمہیں بھی ان کی سزا بھگتنی ہے۔ تو پھر یہ نجات کیسی ہے؟

اس اصول کا اثر درحقیقت برا پڑا ہے اگر یہ اصول نہ ہوتا تو یورپ کے ملکوں میں اس کثرت سے فسق و فجور نہ ہوتا اور اس طرح پر بدکاری کا سیلاب نہ آتا جیسے اب آیا ہوا ہے۔ لندن اور پیرس کے ہوٹلوں اور پارکوں میں جا کر دیکھو کہ کیا ہو رہا ہے اور ان لوگوں سے پوچھو جو وہاں سے آتے ہیں آئے دن اخبارات میں ان بچوں کی فہرستیں جنکی ولادت ناجائز ولادت ہوتی ہے شائع ہوتی ہیں۔

ہم تو اصول ہی کو دیکھیں گے کہ ہمارے اصول میں تو یہ لکھا ہے کہ مَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَّرَهٗ اب اس کا اثر تم خود سوچلو کہ کیا پڑے گا۔ یہی کہ انسان اعمال کی ضرورت کو محسوس کرے گا اور نیک عمل کرنے کی سعی کرے گا۔ برخلاف اس کے جب یہ کہا جاوے گا کہ انسان اعمال سے نجات نہیں پا سکتا تو اصول انسان کی ہمت اور سعی کو پست کر دے گا اور اس کو بالکل مایوس کر کے بیدست و پا بنا دے گا۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ کفارہ کا اصول انسانی قویٰ کو بھی بے حرمتی کرتا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے انسانی قویٰ میں ایک ترقی کا مادہ ہوتا ہے لیکن کفارہ اس کو ترقی سے روکتا ہے۔

ابھی میں نے کہا ہے کفارہ کے اعتقاد رکھنے والوں کے حالات آزادی اور بے قیدی کو دیکھتے ہیں تو یہی اسی اصول کی وجہ ہے کہ کتے اور کتیوں کی طرح بدکاریاں ہوتی ہیں۔ لندن کے ہائڈ پارک میں علانیہ بدکاریاں ہوتی ہیں اور حرامی بچے پیدا ہوتے ہیں۔ بس ہم کو قیل و قال تک ہی محدود نہ رکھنا چاہیئے جو اعمال کی ضرورت نہیں سمجھتا وہ سخت ناعاقبت اندیش اور نادان ہے۔ قانون قدرت میں اعمال اور ان کے نتائج کی نظیریں تو موجود ہیں۔ کفارہ کی نظیر کوئی موجود نہیں۔ مثلاً بھوک لگتی ہے تو کھانا کھا لینے کے بعد وہ فرو ہو جاتی ہے یا پیاس لگتی ہے پانی سے جاتی رہتی ہے تو معلوم ہوا کہ کھانا کھانے یا پانی پینے کا نتیجہ بھوک کا جاتے رہنا یا پیاس کا بجھ جاتا ہوا۔ مگر یہ تو نہیں ہوتا کہ بھوک لگے زید کو اور بکر روٹی کھا لے اور زید کی بھوک جاتی رہے اگر قانون قدرت میں اس کی کوئی نظیر موجود ہوتی تو شاید کفارہ کا مسئلہ مان لینے کی گنجائش رکھتا لیکن جب قانون قدرت میں اس کی کوئی نظیر ہی نہیں ہے تو انسان جو نظیر دیکھنے کا عادی ہے اسے کیونکر تسلیم کر سکتا ہے عام قانون انسانی میں بھی تو اس کی نظیر نہیں ملتی ہے۔ کبھی نہیں دیکھا گیا کہ زید نے خون کیا ہو اور خالد کو پھانسی ملی ہو

غرض یہ ایک ایسا اصول ہے جسکی کوئی نظیر ہرگز موجود نہیں میں اپنی جماعت کو مخاطب کر کے کہتا ہوں کہ ضرورت ہے اعمال صالحہ کی خدا تعالیٰ کے حضور اگر کوئی چیز جا سکتی ہے تو یہی اعمال صالحہ ہیں۔ لصیعد الیہ کلمۃ الطیبت خود خدا تعالیٰ فرماتا ہے

اسوقت ہمارے قلم

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تلواروں کے برابر ہیں۔ لیکن فتح و نصرت اسی کو ملتی ہے جو متقی ہو۔ خدا تعالیٰ نے وعدہ فرمایا ہے **کان حقا علینا نصر المؤمنین** مومنوں کی نصرت ہمارے ذمہ میں ہے اور **لن یجعل اللہ للکافرین علی المؤمنین سبیلا** اللہ اور مومنوں پر کافروں کو راہ نہیں دیتا اس لئے یاد رکھو کہ

تمہاری فتح تقویٰ سے ہے!!

ورنہ عرب تو نرے لیکچرار اور خطیب اور شاعر ہی تھے انہوں نے تقویٰ اختیار کیا خدا تعالیٰ نے اپنے فرشتے ان کی امداد کے لئے نازل کئے تاریخ کو انسان پڑھے تو اسے نظر آئے گا کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے جس قدر فتوحات کیں وہ انسانی طاقت اور سعی کا نتیجہ نہیں ہو سکتا۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ تک بیس سال کے اندر ہی اندر اسلامی سلطنت عالمگیر ہو گئی اب ہم کو کوئی بتا دے کہ انسان ایسا کر سکتا ہے اسی لئے اللہ تعالیٰ نے بار بار فرمایا ہے **ان اللہ مع الذین اتقوا والذین هم محسنون** اللہ تعالیٰ متقیوں کے ساتھ ہے صرف تقویٰ محبت الٰہی کو جذب نہیں کرتا۔ والذین هم محسنون بھی ہوں۔ متقی کے معنی ہیں ڈرنیوالا۔ ایک ترک شر ہوتا ہے اور ایک افاضہ خیر۔ متقی ترک شر کا مفہوم اپنے اندر رکھتا ہے اور محسن افاضہ خیر کو چاہتا ہے۔

میں نے اس کے متعلق ایک حکایت پڑھی ہے۔ ایک بزرگ نے کسی کی دعوت کی اور اپنی طرف سے مہمان نوازی کا پورا اہتمام کیا اور حق ادا کیا اور جب وہ کھانا کھا چکے تو بزرگ نے بڑے انکسار سے کہا کہ میں آپکے لائق خدمت نہیں کر سکا۔ مہمان نے کہا کہ آپنے مجھپر کوئی احسان نہیں کیا بلکہ میں نے احسان کیا ہے کیونکہ جسوقت تم مصروف تھے میں نے تمہارے مکان کو آگ نہیں لگا دی اگر میں تمہارے املاک کو آگ لگا دیتا تو کیا ہوتا۔ غرض متقی کا کام یہ ہے کہ برائیوں سے باز آوے اس کے آگے دوسرا درجہ افاضہ خیر کا ہے جس کو یہاں محسنوں کے لفظ سے یاد کیا گیا ہے کہ نیکیاں بھی کرے

پورا راستباز انسان جب ہوتا ہے جب بدیوں سے پرہیز کر کے یہ مطالعہ کرے کہ نیکی کونسی کی ہے؟

کہتے ہیں امام حسین رضی اللہ عنہ کے پاس ایک نوکر چاء کی پیالی لایا جب قریب آیا تو غفلت سے وہ پیالی آپ کے سر پر گر پڑی۔ آپ نے تکلیف محسوس کر کے ذرا تیز نظر سے غلام کی طرف دیکھا۔ غلام نے آہستہ سے پڑھا۔ **الکاظمین الغیظ** یہ سن کر امام حسین رضی اللہ عنہ نے فرمایا **کظمت** غلام نے پھر کہا **والعافین عن الناس**۔ کظم میں انسان غصہ دبا لیتا ہے اور اظہار نہیں کرتا ہے مگر اندر سے پوری رضامندی نہیں ہوتی اس لئے عفو کی شرط لگا دی ہے آپ نے کہا کہ میں نے عفو کیا پھر پڑھا **واللہ یحب المحسنین** محبوب الٰہی وہی ہوتے ہیں جو کظم اور عفو کے بعد نیکی بھی کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا جا آزاد بھی کیا۔ راستبازوں کے نمونے ایسے ہوتے ہیں کہ چاء کی پیالی گرا کر آزاد ہوا۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا **فاستقم کما امرت** یعنی سیدھا ہو جا کسی قسم کی بداعمالی کجی نہ رہے۔ پھر راضی ہونگا آپ بھی سیدھا ہو جا اور دوسروں کو بھی سیدھا کر۔ عرب کے لئے سیدھا کرنا کس قدر مشکل تھا۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے لوگوں کے پوچھنے پر فرمایا کہ مجھے سورہ ہود نے بوڑھا کر دیا کیونکہ اس حکم رد سے بڑی بھاری ذمہ واری میرے سپرد ہوئی ہے اپنے آپ کو سیدھا کرنا اور اللہ تعالیٰ کے احکام کی پوری فرمانبرداری جہاں تک انسان کی ذات تعلق رکھتی ہے ممکن ہے کہ وہ اس کو پورا کرے۔ لیکن دوسروں کو ویسا ہی بنانا آسان نہیں ہے اس سے ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بلند شان اور قوت قدسی کا پتہ لگتا ہے۔ چنانچہ آپنے اس حکم کی کیسی تعمیل کی صحابہ کرام کی وہ پاک جماعت تیار کی کہ ان کو **کنتم خیر امۃ اخرجت للناس** کہا گیا اور **رضی اللہ عنہم ورضوا عنہ** کی آواز ان کو آ گئی۔ آپ کی زندگی میں کوئی بھی منافق مدینہ طیبہ میں نہ رہا غرض ایسی کامیابی آپ کو ہوئی کہ اس کی نظیر کسی دوسرے نبی کے واقعات زندگی سے نہیں ملتی ہے اس سے اللہ تعالیٰ کی غرض یہ تھی کہ قیل و قال اور ریاکاری تک ہی بات ہو تو دوسرے لوگوں اور ہم میں امتیاز کیا ہوگا اور دوسروں پر کیا شرف! تم صرف اپنا عملی نمونہ دکھاؤ اور اسمیں ایسی چمک ہو کہ دوسرے اس کو قبول کریں کیونکہ جبتک اس میں چمک نہ ہو کوئی اس کو قبول نہیں کرتا کیا کوئی انسان میلی کچیلی چیز پسند کر سکتا ہے؟ جبتک کپڑے میں ایک داغ بھی ہو وہ اچھا نہیں لگتا اسی طرح جبتک تمہاری اندرونی حالت میں صفائی اور چمک نہ ہوگی کوئی خریدار نہیں ہو سکتا ہر شخص عمدہ چیز کو پسند کرتا ہے اسی طرح جب تک تمہارے اخلاق اعلیٰ درجہ کے نہ ہوں کسی مقام تک نہیں پہنچ سکو گے۔

سورۃ العصر میں اللہ تعالیٰ نے کفار اور مومنوں کی زندگی کے نمونے بتائے ہیں۔ کفار کی زندگی بالکل چوپاؤں کی سی زندگی ہوتی ہے جن کا کھانے اور پینے اور شہوانی جذبات کے سوا اور کوئی کام نہیں ہوتا **یاکلون کما تاکل الانعام** مگر دیکھو اگر ایک بیل چارہ تو کھا لے لیکن ہل چلانے کے وقت بیٹھ جائے اس کا نتیجہ کیا ہوگا یہی ہوگا کہ زمیندار اُسے بوچڑخانہ میں جا کر بیچ دے گا [illegible]

ان لوگوں کی نسبت (جو خدا تعالیٰ کے احکام کی پیروی یا پروا نہیں کرتے اپنی زندگی فسق و فجور میں گزارتے ہیں) فرماتا ہے **قل ما یعبؤا بکم ربی لولا دعاؤکم** یعنی میرا رب تمہاری کیا پروا کرتا ہے اگر اس کی عبادت نہ کرو یہ امر بخصوص دل یاد رکھنا چاہیئے کہ خدا تعالیٰ کی عبادت کے لئے محبت کی ضرورت ہے اور محبت دو قسم کی ہوتی ہے۔ ایک محبت تو ذاتی ہوتی ہے اور ایک اغراض سے وابستہ ہوتی ہے یعنی اسکا باعث صرف چند عارضی باتیں ہوتی ہیں جن کے دور ہوتے ہی وہ محبت سرد ہو کر رنج اور غم کا باعث ہو جاتی ہے مگر ذاتی محبت سچی راحت پیدا کرتی ہے۔ چونکہ انسان فطرتاً خدا ہی کے لئے پیدا ہوا ہے جیسا کہ فرمایا **ما خلقت الجن والانس الا لیعبدون** اس لئے اللہ تعالیٰ نے اس کی فطرت ہی میں اپنے لئے کچھ نہ کچھ رکھا ہوا ہے اور مخفی در مخفی اسباب سے اسے اپنے لئے بنایا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ خدا تعالیٰ نے تمہاری پیدائش کی اصلی غرض یہ رکھی ہے کہ تم اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو۔ مگر جو لوگ اپنی اس اصلی اور فطری غرض کو چھوڑ کر حیوانوں کی طرح زندگی بسر کرتے ہیں ان کی زندگی کی غرض صرف کھانا پینا اور سو رہنا ہو جاتی ہے وہ خدا تعالیٰ کے فضل سے دور جا پڑتے ہیں اور خدا تعالیٰ کی ذمہ واری ان کے لئے نہیں رہتی وہ زندگی جو ذمہ داری کی ہے یہی ہے کہ **ما خلقت الجن والانس الا لیعبدون** پر ایمان لا کر زندگی کا پہلو بدل لے موت کا اعتبار نہیں ہے۔ سعدی کا شعر سچا ہے۔

مکن تکیہ بر عمر ناپائے دار
مباش ایمن بر عمر ناپائدار

عمر ناپائدار کا بھروسا کرنا دانشمند کا کام نہیں ہے۔ موت یونہی آ کر لتاڑ جاتی ہے اور انسان کو پتہ بھی نہیں لگتا۔ جبکہ انسان اسطرح پر موت کے پنجہ میں گرفتار ہے پھر اس کی کا خدا تعالیٰ کے سوا کون ذمہ دار ہو سکتا ہے اگر زندگی خدا کے لئے ہو تو وہ اس کی حفاظت کرے گا۔ بخاری میں ایک حدیث ہے کہ جو شخص خدا تعالیٰ سے محبت کا رابطہ پیدا کر لیتا ہے۔ خدا تعالیٰ اُس کے اعضاء ہو جاتا ہے ایک دوسری روایت میں ہے کہ اس کی دوستی یہاں تک ہوتی ہے کہ میں اُس کے ہاتھ پاؤں حتی کہ اُس کی زبان ہو جاتا ہوں جس سے کہ وہ بولتا ہے

اصل بات یہ ہے کہ جب انسان جذبات نفس سے پاک ہو جاتا ہے اور نفسانیت چھوڑ کر خدا کے ارادوں کے اندر چلتا ہے اس کا کوئی فعل ناجائز نہیں ہوتا بلکہ ہر ایک فعل خدا کی منشاء کے مطابق ہوتا ہے اس سے بھی بڑھ کر خدا تعالیٰ اسے اپنا فعل ہی قرار دیتا ہے

درخواست دعا

ماسٹر محمد نعیم الدین صاحب احمدی محاسب انجمن احمدیہ بمبئی عرصہ سے ایک مرض میں مبتلا ہیں احباب انکی صحت اور فراخدستی کے لئے دعا فرمائیں

ایمانی روح اور اسکی کاشت

ہر ایک کمال اور ترقی کے حصول کیلئے کچھ قواعد اور اصول ہوتے ہیں۔ جبتک ان کا لحاظ نہ رکھا جائے انسان کسی کمال اور ترقی کو حاصل نہیں کر سکتا۔ اور ہم یہ بھی مشاہدہ کرتے ہیں کہ کوئی کام بھی انسان کو مقبول خلائق نہیں بنا سکتا۔ جبتک کہ اس میں کمال حاصل نہ کرے کسی نے کہا ہے ؎

کسب کمال کن کہ عزیز جہاں شوی

اسلئے ہر ایک عقلمند کی یہ خواہش ہوتی ہے کہ اپنے کام میں ایسا کمال حاصل کرے کہ ہر ایک کی اسپر نظر ہو اور دنیا میں وہ ایک ممتاز حیثیت رکھنے والا انسان سمجھا جائے۔

مگر درحقیقت اگر غور کیا جائے تو دنیا کے فنون اور اور اس کی صنعتوں اور پیشوں میں کمال حاصل کرنا اور دنیا کے لوگوں میں شہرت اور قبولیت عام حاصل کرنا کوئی ایسا قابل وقعت امر نہیں کیونکہ دنیا کی ہر ترقی اور کمال کو آخر زوال ہے اور دنیا کا ہر تعریف کنندہ جس سے کہ انسان اپنے کمال کی قدر اور تعریف کروانا چاہتا ہے۔ وہ موت اور فنا کا شکار ہے۔

پس دنیا کا کمال اور دنیا کے لوگوں کی حمد و ثنا ایک عارضی اور محدود فائدہ ہے جو کسی غیر محدود اور لازوال ترقی اور

دائمی تعریف

کے مقابلہ میں کچھ حیثیت نہیں رکھتا۔ پس وہ کمال کہ جس کو کوئی زوال نہیں اور وہ تعریف جس کے لئے کوئی انقطاع نہیں وہ رضوان الٰہی کو حاصل کرنا ہے۔ کیونکہ دنیا کی ہر ترقی اور کمال کو خدا نے پیدا کیا ہے۔ پس جو شخص کہ تمام ترقیات اور کمالات کے پیدا کرنے والے کے ساتھ اپنا رابطہ اور تعلق پیدا کر لیتا ہے اس سے بڑھ کر کوئی صاحب کمال نہیں ہو سکتا اور اس کی تعریف کا زمانہ کبھی نہ ختم ہونے والا اور غیر محدود ہوتا ہے کیونکہ وہ خدا جو حقیقی قدر کرنیوالا اور جسکی تعریف یہی اصلی تعریف ہے وہ حی و قیوم اور ایک تو ہم بالذات ہستی ہے اسلئے خدا تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا ہے ورضوان من اللہ اکبر ذٰلک ہو الفوز العظیم کہ بہت بڑی کامیابی اور کمال تو یہ ہے کہ انسان جامع جمیع کمالات اور خالق جمیع اسباب ترقیات کا قرب اور وصل اور اس کی کامل رضا حاصل کرے۔ مگر

دنیا داروں کی

سطحی نظر اس عروج اور کمال کی طرف منتقل نہیں ہوئی۔ اور والذین ضل سعیہم فی الحیوٰۃ الدنیا کا مصداق ہوتے ہیں جن کے تمام اوقات دنیا کی ترقیات حاصل کرنے میں صرف ہو جاتے ہیں مگر جو دور اندیش ہیں اور جنکی نگاہ نہایت دوربین ہے۔ وہ اصل سرچشمہ کی طرف دوڑتے ہیں اور والذین جاھدوا فینا لنھدینھم سبلنا کے ماتحت اپنی سعی میں کامیاب ہوتے جاتے ہیں اور ایک لازوال ترقی حاصل کر کے غیر منقطع تعریف کے وارث ہو جاتے ہیں۔ مگر یہ قاعدہ کی بات ہے کہ جتنی بڑی کوئی ترقی حاصل کرنا چاہتا ہے اتنی ہی بڑی محنت اور قربانی اسکو کرنی پڑتی ہے۔ پس خدا تعالیٰ کی رضا کو حاصل کرنا اور اسکے قرب اور وصل کا طریق پانا ایک انتہائی ترقی ہے جسکے لئے جتنی محنت کی جائے کم ہے اور جتنی قربانی کی جائے تھوڑی ہے۔ پس

مبارک ہیں

وہ جن کا نصب العین صرف یہ ہے کہ وہ خدا تعالیٰ کو پائیں اور اس مقصد کے حصول کے لئے وہ ہر ایک قسم کی مشقت اور ہر نوع کی قربانی کے لئے ہر وقت اور ہمہ تن تیار رہتے ہیں۔ آگے یہ خدا تعالیٰ کا فضل ہے کہ وہ کسی عاشق کے عزم صمیم کو دیکھکر۔ وہ اس کے پانے کے لئے ہر رنگ کی قربانی کرنے کے لئے تیار ہے۔ بغیر اس کی کسی عظیم الشان قربانی کے اپنے وصل کے جام سے اس کو سیراب اور شاداب کر دے اور یہ ایک اصولی بات ہے کہ انسان کسی چیز کے لئے قربانی کرنے کے لئے تیار نہیں ہوتا جبتک کہ اس کے دل میں اس چیز کی اہمیت پیدا نہ ہو اور کسی چیز کی اہمیت پیدا نہیں ہو سکتی جبتک کہ اس کی معرفت تامہ انسان کو حاصل نہ ہو پس اس اصل کے ماتحت خدا کی رضا حاصل کرنے کے ہر قسم کی مشقت، وہی برداشت کر سکتا ہے اور ہر نوع کی قربانی وہی کر سکتا ہے کہ جس کے دل میں خدا تعالیٰ کی عزت اور شان نے گھر کر لیا ہو اور اس کی ہیبت اور جلال نے اس کے دل پر تسلط جما لیا ہو۔ پھر یہ مقام نبیوں اور پھر نبیوں کی جماعتوں کے سوا کسی کو حاصل نہیں ہوتا دنیا کے عارضی فوائد کے لئے لوگ بڑے بڑے قربانیاں کرتے نظر آئینگے۔ مگر خدا کے لئے قربانیاں کرنے والے صرف انبیاء اور ان کی جماعتیں ہی مخصوص ہیں جنکے سامنے دنیا کی بڑی بڑی نعمت اور اس سفلی زندگی کی بڑی بڑی کامیابی اس حیات جاودانی اور وصل کی رحمانی کے مقابلہ میں ایک پر پشہ کی برابر بھی قدر اور وقعت نہیں ہوتی۔

سید الانبیاء حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کو کونسی مشکل تھی جو اس راستہ میں پیش نہ آئی اور وہ کونسی قربانی تھی جسے اس راہ میں کرنے کے لئے ہمہ تن ہر وقت تیار نہیں رہے۔ کیا کسی خوف نے یا طمع نے ان کی استقامت میں ایک بال بھر بھی فرق ڈالا اس اعلیٰ مقصد کے مقابلہ میں ہفت اقلیم کی بادشاہت کو انھوں نے ہیچ جانا اور ہر تکلیف کو اس راہ میں ایک راحت جانا اور پھر ایک ایسی جماعت تیار کی جس نے آنحضور کی بدولت ایسی معرفت الٰہی حاصل کی کہ خدا کے لئے انھوں نے اپنا سب کچھ کھو دیا تمام لذات اور خواہشات نفسانی سے الگ ہو گئے مگر خدا تعالیٰ کی یہ شان ہے کہ وہ کسی کا احسان اپنے ذمہ نہیں رہنے دیتا بلکہ وہ فرماتا ہے۔ من ذا الذی یقرض اللہ قرضا حسنا فیضٰعفہ لہ اضعافا کثیرۃ واللہ یقبض ویبسط۔

قرض کے معنے کاٹنے اور الگ کرنے ہیں سو آیت کا مطلب یہ ہے کہ کون ہے جو بطیب خاطر خدا تعالیٰ کے لئے اپنی جان مال عزت و آبرو سے دست بردار ہو کر الگ کھڑا ہوتا ہے۔ خدا تعالیٰ ایسے شخص کی تمام کھوئی ہوئی چیزیں بہت بڑھا چڑھا کر اسکو واپس دیتا ہے۔ پس وہ کون سی چیز ہے جو آنحضرت صلعم اور صحابہ نے خدا تعالیٰ کے لئے چھوڑ دی اور خدا نے بڑھا چڑھا کر پھر ان کو واپس نہیں دی۔ غرض وصال الٰہی سے دنیا کی عزت اور وجاہت انسان خود بخود حاصل ہو جاتی ہے لیکن دنیا کی عزت کے پیچھے پڑنے سے انسان دائمی عزت سے محروم رہ جاتا ہے اور اگر برائے نام کوئی دنیا کی ترقی اسکو حاصل ہو بھی جاتی ہے تو پھر جلد ہی انسان موت کی وجہ سے اس کو چھوڑنے پر بڑی حسرت کے ساتھ مجبور ہو جاتا ہے اور یا دنیا کی ترقی زوال کے ساتھ اس ترقی یافتہ کو چھوڑ دیتی ہے۔ آج اگر ایک بادشاہ ہے تو کل کو مفلس اور نادار نظر آتا ہے۔ پس

حقیقی کمال

یہی ہے کہ انسان کو خدا کا قرب اور اسکی رضا حاصل ہو اور حقیقی عزت یہی ہے کہ انسان خدا تعالیٰ کی نگاہ میں معزز ہو وللہ العزۃ ولرسولہ وللمؤمنین

زمانہ اپنے واقعات کو دہراتا ہے یہ نہیں کہ پہلے تو دنیا میں ایسے لوگ موجود تھے اور اب دنیا میں ان کا وجود نہیں پایا جاتا بلکہ خدا تعالیٰ نے ہمارے زمانہ کو بھی ایسے پاک وجودوں سے مالا مال کر دیا ہے۔ موجودہ زمانہ میں جبکہ لوگ محسن حقیقی کو بھلا بیٹھے تھے اور اسکی پاک صورت سے ناآشنا ہو چکے تھے۔ خدا کا مسیح آیا اور اس عارف حقیقی نے پکار کر کہا۔ ؎

در کوئے تو اگر سر عشاق را زنند
اول کسیکہ لاف تعشق زند منم

اور اپنے اس محبوب حقیقی کے چہرے سے مخلوق کو واقف اور آشنا کرنے کے لئے ہر تکلیف کو برداشت کیا حالانکہ محبوب لوگوں نے پہاڑوں کے پہاڑ مصائب کی اس راہ میں کھڑے کر دیئے مگر اس پہلوان کی استقامت میں ذرا فرق نہیں آیا بلکہ اس نے کہا

لنا عند للمصائب یا حبیبی
رضاء ثم ذوق وارتیاح

کران مصائب میں تو ہمیں ذوق اور لذت اور راحت پیدا ہوتی ہے۔ بالآخر خدا تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اپنے مقصد میں کامیاب کیا اور اس محبوب کے نورانی چہرہ دکھانے میں ان کو ایسی عزت بخشی کہ

ایک جہان کو

انھوں نے اپنے رنگ میں رنگین کر دیا اور لاکھوں ایسے آدمی پیدا کر دیے جو اپنے رب العزت کے لئے جان و مال سب کچھ قربان کرنے کے لئے ہر وقت تیار بیٹھے ہیں۔ بعض جن کو موقع ملا۔ انھوں نے اپنا سب کچھ قربان کر کے بتا دیا کہ واقعہ میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی برکت اور طفیل سے احمدی جماعت کو خدا تعالیٰ کی ایسی معرفت حاصل ہو گئی ہے کہ وہ اس کے نام کے لئے ہر قسم کی قربانی بے دریغ کر سکتے ہیں۔

حضرت مولانا مولوی سید عبد اللطیف صاحب مرحوم جو لاکھوں میں ایک تھے جن کی دینی اور دنیوی وجاہت کا سرزمین کابل کو بھی اعتراف ہے۔ راہ مولا میں ان کی شہادت اور پھر ان کے شاگرد رشید مولوی عبد الرحمن صاحب مرحوم کی اس راہ میں شہادت یہ دونوں ایسی قربانیاں ہیں کہ دنیا ان سے بے خبر نہیں مگر ان کے علاوہ حال ہی میں ہمارے ایک بھائی مولوی نعمت اللہ خان صاحب کو راہ مولیٰ میں جس بے رحمی اور سنگدلی سے سنگسار کر کے شہید کیا گیا ہے اس بات کا کافی ثبوت ہے کہ جماعت احمدیہ ایک نبی کی تیار کردہ جماعت ہے اور اس جماعت کے امیر و غریب محض رضاء خدا کے لئے نہ کسی دنیوی حرص اور طمع کے لئے اپنی جان تک دینے سے دریغ نہیں کرتے اور جس خوشی سے مولوی نعمت اللہ صاحب مرحوم نے راہ مولیٰ میں اس جام شہادت کو پیا ہے وہ ان کے خط کے ایک ایک فقرہ سے جو انھوں نے جیلخانہ میں تحریر کیا ظاہر ہو رہی ہے۔

پس حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا یہ شعر بھی اپنے اندر ایک حقیقت رکھتا ہے جس سے عام لوگ بے خبر ہیں اور وہ حقیقت اب آشکارا ہو رہی ہے ؎

کربلائیست سیر ہر آنم
صد حسین است در گریبانم

کہ میرا تو حضرت امام حسین کی طرح مصائب کے لحاظ سے کربلا میں جس قدر گزر ہوتا ہے وہ تو ہوتا ہی ہے لیکن میری جماعت میں بھی صدہا ایسے لوگ ہیں جو حضرت امام حسین کی طرح ان نام نہاد مسلمانوں کے ہاتھ سے دکھ اٹھائینگے۔ پس احمدی جماعت کے ہر ایک فرد کی اپنے امام پاک کی محبت کے اثر سے یہ خواہش اور آرزو ہے۔ ع

"گرش صد جاں بیارم ہنوزش عذر میخواہم"

یہی وجہ ہے کہ بغیر کسی تحریک کے جماعت کے ہر طبقہ کے لوگ کیا امیر کیا غریب گریجوایٹ بھی جماعت کے صیغوں کے اعلیٰ افسر بھی حضرت امیر کی خدمت میں درخواستیں دے رہے ہیں کہ ہمیں مولوی نعمت اللہ صاحب مرحوم کی جا بجا کام کرنے کا شرف اور اعزاز بخشا جائے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ایک شعر بھی اپنی اور اپنی جماعت کی اس قلبی کیفیت کا یوں ذکر فرمایا ہے ؎

دل و جاں در رہ آں دلستان خود فدا کردیم
اگر جانباز نا خواہد بصد دل آرزومندیم

اس جگہ ہم مناسب سمجھتے ہیں کہ نمونۃً ہم جماعت کے ایک ذمہ وار اور سلسلہ کے اعلیٰ مبلغ کے ایک خط کا جو کہ انھوں نے ہمہ تن آرزو ہو کر لکھا ہے کچھ حصہ ہدیہ ناظرین کریں۔ وہ مکرمنا و معظمنا جناب مولوی غلام رسول صاحب راجیکی کا خط ہے جو کہ انھوں نے امیر المومنین کی خدمت میں ارسال کیا ہے۔ جسے تمام و کمال ہم دوسری جگہ درج اخبار کریں گے۔ آپ اس خط میں تحریر فرماتے ہیں:۔

"کابل کی سرزمین تمیں قربان ہونا چاہیے اور میرے خون کے ساتھ بھی ایک اشتہار دیا جائے اور دعا فرمائی جائے کہ میرے عاشقانہ خونی اعلان اور اشتہار میں وہ برکت ہو کہ میرے خونی اشتہار کے بعد احمدی جماعت کی طرف سے کابل میں پھر کسی خونی اشتہار دینے کی ضرورت باقی نہ رہے۔ میرے خون سے وہ مقصد احمدیت جو کابل کی سنگلاخ سرزمین سے متعلق ہو کامل طور پر ظہور میں آجائے اس لئے میری درخواست ہے کہ نعمت اللہ خاں شہید مرحوم کی قائم مقامی میں مجھے کابل میں تبلیغ احمدیت کیلئے بھیجا جائے۔ یہ ہے میری عرض اور التماس" ع

گر قبول افتد زہے عز و شرف

پس جس جام کے

پینے کے لئے احمدی جماعت بصد دل آرزومند ہو رہی ہے اس سے ہمارے دشمن ہمیں ڈرا کر کیا حاصل کر سکتے ہیں وہ عشق کی رفتار اور اس کی راہ و رسم سے بالکل ناواقف ہیں وہ نہیں جانتے کہ عشق ملامت اور روک سے اور بھی بڑھتا اور ترقی کرتا ہے خصوصاً جبکہ عشق بھی عشق الٰہی ہو۔ ہمارے ایک عاشق صادق اور جانباز کی کسی بے کسی اور بے بسی کی مدت پر شادیانہ بجائیں اور خوشیاں منائیں اور ناخدا ترس امیر کو تہنیت نامے بھیجیں مگر یاد رکھیں کہ خون شہید ان ضرور ایک نہ ایک دن رنگ لائے گا۔ اہل مکہ نے

حضرت عمار

کے والدین کو نہایت بے دردی اور بے رحمی کے ساتھ شہید کر کے کیا پھل پایا کہ آج ایک مامور من اللہ کے تیار کردہ شیدائیوں اور فدائیوں کو ہمارے اور خدا کے دشمن اپنے ظلم و ستم کا نشانہ بنا رہے ہیں احمدی جماعت کو نہ تو موت کا خوف ہے اور نہ زندگی کا لالچ کیونکہ انھوں نے تو سبق ہی یہ پڑھا ہے۔ ع

ترک رضائے خویش پے مرضی خدا

وہ تو مرنے سے پہلے ہی مر چکے ہیں اور ما مور اللہ کی الفت و عزت سے اپنے دل کو پاک کر چکے ہیں اور ان کے قلوب عرش رب العزت ہو چکے ہیں ان کی زندگی اور موت تو اسی رب العلمین کے لئے ہے۔ جس کی طرف سب نے جانا ہے پس ان تلخیوں سے ہمارے دشمن ہمیں ڈراتے ہیں راستبازوں کی جماعتیں دنیا میں کبھی برباد نہیں ہوئیں خدا تعالیٰ ان کو حسب ضرورت ان کو ایسے حربہ دیتا ہے کہ دشمن ان کی تاب نہیں لا سکتا۔ کابل کی سرزمین کے جو امراء اور عاشق صادق اور جانباز احمدیوں کی یہ کی زندگی جلد عمدنی زندگی سے بدلنے والی ہے اور یہی دردناکی دور ہونیوالی ہے ہمارے دشمن ان باتوں پر ہنسینگے۔ مگر انکا ہنسنا ایسا ہی ہے جیسے اہل مکہ صحابہ کی ظاہری بے کسی اور بے بسی پر ہنستے تھے آخر ان کی طرح ان کو بھی رونا پڑے گا کیا وہ شخص مرتد کہلا سکتا ہے کہ جس کا خدا پر ایمان ہو ملائکہ کی کتابوں اور اس کے رسولوں اور قیامت پر ایمان ہو صوم و صلوٰۃ کا اور دیگر ارکان اسلام کا بھی پابند ہو قرآن کریم تو تم کو کہتا ہے لا تقولوا لمن القیٰ الیکم السلام لست مؤمنا کہ جو تم کو سلام کہے اس کو بھی تم کافر بغیر تحقیق کے نہ کہو تم نے ایسے سچے خادم اسلام پر ارتداد کا فتویٰ کیسے لگا دیا اور اگر تمہارا فتویٰ بفرض محال صحیح بھی ہو تو مرتد کی سزا سنگساری شریعت میں کہاں لکھی ہے جیسے تم نے امیر کو مبارک بادی کے خطوط لکھے کہ اس نے شریعت پر عمل کیا ہے اور نادانوں اگر تم بے خبر اور غافل ہو تو سرزمین کابل کی دینداری اور دیانتداری کا علم اپنے مہاجر بھائیوں سے حاصل کرو۔

تم نے انصاف کا خون کیا اور قرآنی حکم لا تعاونوا علی الاثم والعدوان کے صریح خلاف کیا۔ خدا تم کو چشم بصیرت عطا کرے تاکہ تم سچے جواہرات کی شناخت اور ایسے عاشق صادق کی مظلومیت پر تم نہ ہنسو۔ بلکہ اس کی ادا پر اپنی جانیں پروانہ وار قربان کر دو۔

(حافظ) جمال احمد

تبصرہ

مخزن ہومیوپیتھی

یہ ڈاکٹر دیوان مہندر ناراین ایم ڈی ہومیوپیتھسٹ ایچ۔ ایس۔ ایڈیٹر رسالہ مسیحا انار کلی لاہور کی تصنیف کردہ کتاب کی تعریف کرنا فضول ہے۔ اسکا ہر ایک گھر میں ہونا ضروری ہے۔ میری نظر سے ایسی کتاب ابتک نہیں گزری۔ مصنف نے بہت ہی بڑا پبلک پر احسان کیا ہے۔ میں مصنف کی اس محنت اور شاندار تصنیف پر مبارکباد کہتا ہوں۔ لکھائی چھپائی کاغذ نہایت عمدہ ہے حجم ۷۸۴ صفحہ ہے قیمت جو کہ کچھ بھی نہیں للعہ ہے۔ ملنے کا پتہ

منیجر صاحب رسالہ مسیحا۔ انار کلی۔ لاہور

کیا مولوی ظفر علی خاں کابل جائیں گے؟

(از جناب مولوی عبد الکریم صاحب جالندھری مولوی فاضل)

جب حکومت کابل نے ہمارے پیارے بھائیوں کو سنگسار کر کے اپنی جہالت کا ثبوت دیا اور اسلام جیسے پاک مذہب کو بدنام کرنا چاہا۔ تب دنیا کے سلیم الفطرت لوگوں نے کابل کے اس ظالمانہ فعل پر اظہار نفرت کرتے ہوئے صدائے احتجاج بلند کی۔ لیکن دنیا میں تمام لوگ یکساں نہیں ہوتے۔ اگر ایک گروہ ایک امر کی تائید کرتا ہے تو دوسرا اس کی مخالفت بھی کرتا ہے اور ایسا ہونا ضروری ہے جیسا کہ کسی شاعر نے کہا ہے وبضدّها تتبین الاشیاء کہ اضداد سے ہی اشیاء کی حقیقت معلوم ہوتی ہے۔ اگر دنیا میں خلسی و غربت نہ ہو تو دولتمندی کی قدر ابھی نہ ہو اگر تاریکی نہ ہو تو روشنی کی حقیقت بھی معلوم نہ ہو اگر بے علمی نہ ہو تو علم بھی قابل حصول اشیاء رتبے گردانا جائے۔ غرضکہ دنیا میں ہر ایک شے کی قدر اس کی ضد سے ہوتی ہے یہی حال یہاں ہے حکومت کابل ایک شخص کو محض مذہب کی وجہ سے سنگسار کرتی ہے اور مرتد کی سزا قتل گردانتی ہے۔ یہ خبر سلیم الفطرت اور صحیح العقل لوگوں کے کانوں میں پڑتی ہے تو اس وحشیانہ خبر کو سنتے ہی ان کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں اور شروع شروع میں اس خبر کو باور نہیں کرتے اور اپنے دل کو اس طریق سے تسلی دیتے ہیں کہ یہ خبر غلط ہے۔ ایک افواہ ہے جو کسی نے اسلامی حکومت کو بدنام کرنے کے لئے اڑائی۔ بھلا یہ ممکن ہے کہ ایک اسلامی حکومت اس ظالمانہ فعل کی مرتکب ہو اور ایک شخص لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ جس کا کلمہ ہو۔ صوم و صلوٰۃ کا پابند ہے اس کو محض بعض عقائد کی وجہ سے قتل کر دے۔ یقیناً یقیناً یہ خبر غلط ہے۔ ایسا ہرگز نہیں ہو سکتا لیکن جب علم ہوتا ہے کہ یہ خبر درست ہے اور واقعہ میں حکومت کابل نے اس سفاکانہ فعل کا ارتکاب کیا ہے۔ تو ان صحیح العقل لوگوں کی کانشنس ان کو مجبور کرتی ہے وہ قولاً فعلاً اس فعل کے خلاف اظہار نفرت کریں۔ چنانچہ عیسائی۔ ہندو۔ مسلمان سب نے صدائے احتجاج بلند کی اور اس فعل کو وحشیانہ فعل گردانا لیکن ان لوگوں کی صحت عقل کا پتہ نہیں لگ سکتا تھا جب تک ایسے لوگ بھی نہ ہوتے جو اس قتل کو شریعت اسلامی کے عین مطابق قرار دیتے ہوئے کابل کی حمایت نہ کرتے اور علماء کے فتوے کو خدا کا حکم نہ خیال کرتے۔ چنانچہ ہندوستان میں ایسے لوگ اٹھے جنھوں نے حکومت کابل کے اس فعل کی تائید و حمایت کی اور بتایا کہ صرف کابل ہی کو یہ فخر حاصل نہیں کہ ان میں ایسے ایسے اعلیٰ دماغ رکھنے والے لوگ موجود ہیں جو ایک شخص کو محض بعض عقائد کی وجہ سے واجب القتل قرار دیتے ہیں۔ بلکہ ہمارے ہندوستان میں بھی ایسی واجب التعظیم اور قابل قدر ہستیاں ہیں جو ایک شخص کو محض مذہب کی وجہ سے قابل سنگسار خیال کرتی ہیں کابل کا کوئی حق نہیں کہ وہ اس امر میں ہندوستان پر فخر کا اظہار کرے۔ ان قابل قدر لوگوں میں سے ایک جناب ظفر الدین والملۃ مولانا مولوی ظفر علی خاں صاحب ایڈیٹر زمیندار ہیں جن کے وجود پر قوم کو ناز ہے۔ اس مایہ ناز وجود نے حکومت کابل کی حمایت میں سر اٹھایا۔ اخبار کے بیسیوں کالم اس امر کے ثبوت کے لئے سیاہ کر دیئے کہ اسلام مرتد کی سزا قتل قرار دیتا ہے۔ ابھی ان مسلسل مضمون کو شائع ہوئے زیادہ عرصہ نہ گزرا تھا کہ گردش زمانہ نے مولوی ظفر علیخاں صاحب پر علماء کرام (وہی علماء کرام جنھوں نے احمدیوں پر کفر کا فتوے دیا تھا) سے فتوے کفر لگوا دیا اس فتوے کو ناظرین ملاحظہ فرما چکے ہیں کہ یہ فتویٰ کیسا سخت ہے۔ حرف خباب والاصفات تک ہی محدود نہیں بلکہ آپ کی زوجہ مکرمہ کو طلاق بلا عدت اور آپ کے کفر میں شک کرنے والا خود کافر۔! یہ فتویٰ کس پر لگا؟ جناب مولوی ظفر علیخاں صاحب پر جنھوں نے علمائے احناف کے فتوے کفر در بارہ احمدیان کی تائید میں شور برپا کر رکھا تھا اور جنھوں نے دن رات اس امر کے ثابت کرنے کے لئے احمدی واجب القتل ہیں اور علماء کا فتویٰ درست ہے۔ ایک کر رکھا تھا۔ فتویٰ کس نے لگایا؟ ان ہی علماء احناف نے جنھوں نے احمدیوں پر کفر کا فتویٰ لگایا تھا اور ان کو قابل سنگسار گردانا تھا۔

ہر ایک انسان کو اپنے قول و تحریر کا خیال ہوتا ہے جو وہ اپنی زبان سے کہتا ہے اس پر عمل کرنے کی کوشش کرتا ہے اس امر کو مدنظر رکھتے ہوئے میرا خیال ہے کہ حضرت ظفر الدین والملۃ ضرور اپنے آپ کو سنگسار کروائینگے اور اب تک جو انھوں نے دیری کی ہے اس کے لئے وہ خدا کے حضور معافی کے طالب ہوں گے۔ کیونکہ علماء کا فتویٰ ماننا ضروری ہے ان کے فتوے کو نہ ماننا ایک کبیرہ گناہ ہے یہ علمائے کرام تو وارث تخت حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ بھلا کیسے ہو سکتا ہے کہ کوئی ان کے فتوے سے گریز کرنے کی جرأت کرے۔

رہا یہ سوال کہ ہمارے ہاں سنگساری کی سزا نہیں دی جا سکتی گورنمنٹ انگلشیہ اس کو جائز قرار نہیں دیتی۔ اسلیئے مولانا مجبور ہیں ورنہ ان کو علماء کا فتویٰ تو بسر و چشم منظور ہے تو اس کا جواب آسان ہے کہ مولانا فوراً کابل تار دیدیں۔ (کابل تک تار کا سلسلہ کھل گیا ہے) کہ میں آرہا ہوں میرے لئے سنگساری کا انتظام کر رکھو اگر مولوی صاحب موصوف نے ایسا کیا تو جہاں یہ فائدہ ہوگا کہ لوگ مولوی صاحب موصوف کو اپنی بات کا پکا سمجھیں گے۔ وہاں یہ بھی جان لینگے کہ وہ ہجرت کا حکم جس نے مسلمانوں کو تباہ و برباد کر دیا تھا وہ صرف لوگوں کے لئے نہ تھا بلکہ خود حضرت ظفر الدین والملۃ بھی تشریف لے گئے

امید کامل ہے کہ مولوی صاحب موصوف جلد از جلد کابل روانہ ہو جائینگے۔ دیکھیئے زمیندار کب ان کی روانگی کی خبر شائع کرتا ہے۔

کھلی چٹھی

بنام پیر جماعت علی شاہ صاحب علی پوری

جناب پیر صاحب! السلام علی من اتبع الھدیٰ۔

آپنے متعدد مقامات پر چیلنج بھی دیا کہ احمدی حضرت اقدس مسیح موعودؑ کا مسلمان ہونا ثابت کریں تو آپ ہزار روپیہ انعام دینے کے لئے تیار ہیں گو آپ کی تعلّی محض دھوکہ دہی کے لئے تھی کیا آپ کا چیلنج منظور نہیں کیا گیا۔ کیا سیالکوٹ اور پھر جماعت احمدیہ لاہور نے تحریری طور پر آپ کو میدان مقابلہ میں نکلنے کیلئے نہیں للکارا؟ اور کیا پھر آپنے نکلنے کی جرأت کی یا محض گیدڑ بھبکیوں سے کام لیا؟ کاش آپنے اپنی بات کا ہی پاس رکھا ہوتا اور روپیہ جمع کرا کر میدان مقابلہ میں کود پڑتے فیروزپور میں یہ انعامی چیلنج دینے سے تو گریز کیا مگر جو کچھ آپنے مورخہ ۱۸ مئی کو فرمایا کہ احمدیوں کا کلمہ کچھ اور ہے۔

(۲) حضرت مسیح موعودؑ نماز نہیں پڑھتے تھے یہ کہاں تک صحیح ہے ایک لیڈر کا عوام الناس کو اس طرح دھوکہ دینا کسقدر افسوس کی بات ہے۔ کیا یہی شان مولویت ہے؟ کیا اسی کا نام محدثیت ہے؟ ان افترا پردازیوں کا جواب ہم یہی دیتے ہیں کہ لعنۃ اللّٰہ علی الکاذبین۔ پیر صاحب للہ کچھ تو خوف خدا کرو اور کذب بیانی سے باز آؤ اور مخالفت میں تعصب کی پٹی باندھ کر بالکل اندھے نہ ہو جاؤ۔ کم از کم کسی مذہب کے لیڈر کو سٹیج پر کھڑے ہو کر ایسے صریح جھوٹ تو نہ بولنے چاہئیں۔ کہ جن کو سن کر لوگ مولویوں اور مذہبی پیشواؤں سے اسطرح بدظن ہو جائیں جسطرح مغلیہ بادشاہ اکبر اس قسم کی حرکات مولویانہ کر ظن ہو کر اسلام سے بدعقیدہ ہو گیا تھا۔ یاد رکھو سٹیجوں پر کھڑے ہو کر محض گالیاں دینے سے کچھ نہیں بنتا یہ نازیبا نہ حرکات ہمارا کچھ نہیں بگاڑ سکتیں۔ ہاں آپکے اندرون قلب کی کیفیت اور طینت ضرور ظاہر کرتی ہیں۔ ذرا سوچو! فقیہی اور فریسی جب مسیح کے دلائل سے تنگ آگئے تھے تو انھوں نے مسیح کے متعلق کیا ہی نہ کہا تھا کہ "تو کفر بکتا ہے"۔ پس کیا ضروری نہ تھا کہ مثیل فقیہی اور مثیل یہود اس زمانہ کے مثیل پر بھی وہی اعتراض کر کے ان کی صداقت پر مہر ثبت کرتے۔ پیر صاحب کاش آپنے خشیت اللہ سے کام لیا ہوتا کاش آپنے اپنی زبان کو ہی قابو میں رکھا ہوتا اور کاش آپنے معترض بننے سے قبل اپنا اسلام ہی ثابت کیا ہوتا یا کم از کم اپنی حرکات و سکنات سے اپنے آپ کو ایک مہذب انسان ہی ثابت کر دکھایا ہوتا۔ کیا حدیث کی رو سے آپکی طرح وہی مسلم ہوتا ہے جسکی زبان سے ہر ایک مومن کو ایذا

پہونچے کیا قرآن کی رو سے وہی مسلم ہوتا ہے جو انبیاء کا منکر ہو۔؟ ہم محض نصیحتاً للہ کہتے ہیں کہ آپ مخالف لوگ تہمت اپنے تئیں تباہ کر رہے ہو۔ یاد رکھو کہ

احمدیت

وہ پودا نہیں جو آپکے نازک ہاتھوں سے اکھڑ سکے اگر آپکے پہلے اور پچھلے اور آپکے زندہ اور آپکے مردہ تمام کے تمام جمع ہو جائیں اور اس پودے کی بیخکنی کے لئے دعائیں کریں تو یاد رکھو وہ خدائے ذوالجلال جو احمدیت یعنی حقیقی اسلام کا سچا خدا اس کا محافظ ہے وہ تمام دعاؤں کو لعنت کی شکل بنا کر آپ لوگوں کے سر پر مارے گا۔ دیکھو صدہا دانشمند آدمی آپ لوگوں کی جماعت میں سے نکلکر ہماری جماعت میں ملتے جاتے ہیں۔ ذرا آیت قرآنی اَوَلَمْ يَرَوْا اَنَّا نَاْتِی الْاَرْضَ نَنْقُصُهَا پر ہی غور فرمائیں

غافلو! آسمان پر ایک شور برپا ہے اور ملائکہ آپکے دلوں کو کھینچکر اسطرف لا رہے ہیں اب اس آسمانی کاروائی کو کیا انسان روک سکتا ہے بھلا اگر کچھ طاقت ہے تو روکو وہ تمام مکر و فریب جو نبیوں کے مخالف کرتے رہے ہیں کر لو اور کوئی تدبیر اٹھا نہ رکھو ناخنوں تک زور لگاؤ مساجد میں اکٹھے ہو کر بالاتفاق اتنی بددعائیں کرو کہ موت تک پہنچ جاؤ لیکن یاد رکھو اگر آپ اسقدر بددعائیں کریں کہ زبانوں میں زخم پڑ جائیں اور اس قدر رو رو کر مسجدوں میں سجدے کریں کہ ناکیں گھس جائیں اور اسقدر روئیں کہ آنکھوں کے حلقے گل جائیں اور پلکیں جھڑ جائیں اور کثرت گریہ وزاری سے بینائی کم ہو جائے اور آخر دماغ خالی ہو کر مرگی پڑ جائے یا مالیخولیا ہو جائے تو بھی دعائیں نہیں سنی جائیں گی کیونکہ حضرت مہدی علیہ الصلوٰۃ والسلام خدا کی طرف سے آئے ہیں جو شخص حضور پر بددعا کرے گا وہ اسی پر پڑے گی جو شخص حضور کی نسبت یہ کہتا ہے کہ لعنت ہو وہ لعنت اس کے دل پر پڑتی فانظر كيف كان عاقبة المكذبين

(نوٹ) مورخہ ۳۱ مئی ۱۹۲۵ء کو عین جلسہ میں کھلی چٹھی بذریعہ دستی پرچہ چھاپ کر پیر صاحب کو پہنچا دی گئی

خاکسار۔ سکرٹری دعوۃ تبلیغ جماعت احمدیہ فیروز پور شہر

چودھویں صدی کی علما کی حالت

مخالفین کا تعصب!

(جناب چودھری عبدالکریم صاحب احمدی از شاہجہانپور)

جب کبھی حدیث شریف ان اللہ یبعث لهذه الامة علی کل راس مائة سنة من یجدد لها دینها سے سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود کی صداقت کو ثابت کیا ہے تو مخالفین حق نے بوجہ اپنے بڑھے ہوئے تعصب کے نہ اس دلیل کا فائدہ ہی اٹھایا اور نہ حقیقی جواب اسکا نہ پا کر طرح طرح سے زعمی جوابات دیکر اپنے ہاتھوں اپنی بطالت پر مہر کی ہے اور اس براہین قاطع کے کہ اس صدی کا مجدد سوائے حضرت اقدس کے کوئی نہیں ہے اور اس صدی کے مجدد کو ہی مسیح موعود کتب سلف میں لکھا ہے کوئی پیش کردہ جواب میں یہ حدیث پڑھکر سنایا کرتے ہیں علماء کانبیاء بنی اسرائیل اور کئی ایک مولوی صاحبان کے نام گنوانا شروع کر دیتے ہیں کہ وہ ان کے زعم میں مجددین کا کام کرتے ہوتے ہیں لیکن ہم نے یہ دیکھنا ہے کہ اس زمانہ میں جو بعثت حضرت مسیح موعود کیلئے مخصوص ہے کہ فیج المعوج کے نام سے اسلامی دنیا میں اور کلجگ کے برے نام سے ہندو تاریخ میں مشہور ہو چکا ہے۔ مذہبی لیڈروں خواہ وہ علماء ہوں یا پنڈت۔ پادری ہوں یا ربانیین کی حالت کا نقشہ کن الفاظ میں کھینچا گیا ہے مخبر صادق سید الانبیاء حبیب خدا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس ہمارے زمانہ کی نام نہاد علماء کے متعلق یہ ارشاد نبوی فرمایا ہے کہ علماءهم شر من تحت اديم السماء یعنی طبقہ علماء اس زمانہ اس زمانہ میں بدترین مخلوق ہوگا۔ اس پاک مطہر کلام کے ایک ایک لفظ کی تصدیق آج ایک مولوی اور علماء کا ایک ایک فعل اور حرکت کر رہی ہے جس کا واویلا آئے دن اخبارات میں ناظرین ملاحظہ فرماتے ہیں۔ غرضیکہ علماء وقت کی ردی اور گری ہوئی حالت کا اعتراف کرکے چہار دانگ عالم میں ان کی قابل شرم حالت پر آٹھ آٹھ آنسو بہائے جا رہے ہیں۔ پھر حدیث شریف علماء ... بنی اسرائیل ان علماء پر اسواسطے چسپاں نہیں ہوتی کہ ان کی ان امور کی سرانجام دہی نہیں ہو سکتی۔ جو بنی اسرائیل کی انبیاء کی مانند ہونیکا ان کو دعویٰ ہے۔ مثلاً حضرت مسیح ناصری کے متعلق یہ لوگ اعتقاد رکھتے ہیں کہ انھوں نے حقیقی مردوں کو زندہ کیا اور پرندے خلق کئے۔ گو ایسے عقیدہ کی بطالت کو قرآن پاک صاف صاف الفاظ مثلاً انهم لا يرجعون میں ظاہر فرما رہا ہے مگر جھوٹے کو اس کے گھر تک پہنچانے کی غرض سے اس بغیر از قرآن عقیدہ پر آج ہم ایک کاری لگانے لگے ہیں + ہم ان علماء جو بنی اسرائیل کے نبیوں اور رسولوں کے قائم مقام ہونے کے مدعی ہیں سے یہ تو نہیں کہتے (گو ہمارا حق ضرور ہے) کہ ان انبیاء کے سے کام کر دکھائیں۔ مگر یہ مطالبہ ضرور ہی کرتے ہیں کہ کم از کم ان انبیاء کے معجزات میں سے کچھ دکھا کر اپنے اتنے بڑے دعوے کا کوئی تو عملی ثبوت منصف پبلک کے سامنے رکھ کر اپنی براءت کرائیں اب جس تعلیم پر حضرت مسیح ناصری عمل پیرا تھے نہ صرف وحی قرآن جو انجیل و توریت بلکہ تمام کتب سماویہ کا ان مضمون میں مصدق ہے کہ ان کی کتب میں تمام وہ تعلیم جس پر عمل ہو کر انسان کا تعلق باللہ پیدا ہو سکتا ہے ہمیں موجود ہے بلکہ اس سے کہیں بڑھی ہوئی تعلیم قرآن پاک میں ہونے کا دعویٰ ہے اور وہ موجود ہے حضرت مسیح ناصری نے فرمایا ہے کہ جس میں رائی کے برابر بھی ایمان ہوگا اور ایمان حاصل ہوا کرتا ہے۔ آسمان سے لائے ہوئے کو دُر پر کا بند ہو جیسے وہ وہی کام کرے گا جو میں نے کئے ہیں اور اگر پہاڑ کو کہے گا کہ چل تو وہ چل پڑے گا۔ پس مسلمانوں کے پاس آج قرآن پاک میں انجیل کے الہامی الفاظ موجود ہیں اور وہ ان پر عمل پیرا ہیں اور بعض بعض کو مجدد بھی کہتے ہیں۔ مثلاً مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری کو مولوی ابراہیم صاحب کئی نے مجدد لکھا ہے تو کیا ان کے تمام ان دعاوی کے ہوتے ہوئے ہم ان سے یہ مطالبہ نہیں کر سکتے کہ یہ علماء بھی ویسے ہی معجزات دکھا دیں۔ جیسے آج سے قبل انبیاء بنی اسرائیل دکھا چکے ہیں۔ ہم حق رکھتے ہیں۔ اور ضرور رکھتے ہیں پس ہمارا مطالبہ یہ ہے کہ تمام دنیائے اسلام کے علماء ملکر کسی قبرستان میں جا کر پبلک کے روبرو مردوں کو زندہ کرے۔ (کسی قبرستان سے اپنے ہی باپ دادوں کو سہی) اور کسی نئی قسم کا پرندہ جس کی دنیا میں ضرورت ہو خلق کرکے جہان حق و باطل میں تمیز کرکے دکھائیں۔ اپنے تعلق باللہ کا اظہار بھی کرنے کا موقع پائیں۔ یہ سب کچھ وہ باذن اللہ کریں۔ دیدہ باید اگر اس گروہ علماء نے ایسا کرکے نہ دکھایا اور ہرگز ہرگز نہیں کر سکیں گے۔ تو جاننا چاہیئے کہ یہ علماء بھی قائل ہیں کہ انبیاء ہمیشہ روحانی مردہ کو زندہ کرکے ان طاقت پرواز پیدا کر دیا کرتے ہیں۔ اور یہی حقیقت اور معرفت ہے جس تعلیم قرآن نے دی ہے اور جس کا اظہار ہر نبی کے وقت ہوا۔

دل کو تھی فکر کس طرح مردے جلاتے ہیں حضور
تو نے جلا کے اے مسیح ہمکو بتا دیا کہ یوں!

دوائی اکسیر الاجسام تیار ہو گئی

فاحفظہ فانہ من اسرار المخفیہ

جس دوائی کی تیاری کے لئے سال ماسبق سے کوشش ہو رہی تھی بالآخر وہ ناظرین الحکم کے بڑھے ہوئے اشتیاق کی وجہ سے خدا تعالیٰ کے فضل اور رحم کے ساتھ جیسی کہ توقع تھی اب بالکل تیار ہو کر سلسلہ وار خریداران کی خدمت میں جا رہی ہے ہر چند دوائی مذکور بہمہ وجوہ ترتیب اجزاء وتجربہ اور ساخت کے لحاظ سے اپنی صفات سے متصف ہے مختصراً ذیل میں شائقین کی واقفیت کے لئے گوشگذار کر دینا خالی از فائدہ نہ ہو گا لیکن تاثیر اور برکت شافی مطلق کے فضل پر موقوف ہے اس امر کے اظہار کی ضرورت نہیں کہ کسقدر دیانت کے ساتھ لاانتہا محنتوں اور مشقتوں سے یہ دوائی تیار ہوئی ہے کیونکہ یہ میرا فرض تھا۔ اور یہ توفیق بھی اسی حکیم مطلق کی طرف سے ملتی ہے جس نے خشک گھانسوں اور جڑی بوٹیوں میں وہ تاثیر پنہاں کر رکھی ہے جن کے استعمال سے ایک شان خدا نظر آتی ہے طریق استعمال کا ذکر علیحدہ پرچہ میں کر دیا گیا ہے جو دوائی کے ہمراہ بھیجا جاتا ہے۔ دوائی کی مقدار میں کچھ اس سے کچھ زیادہ خریداران کی گنجائش رکھی گئی ہے۔ امید ہے کہ صاحبان خرید اکسیر الاجسام دو تین ہفتہ استعمال کے بعد اپنی قیمتی آراء سے خاکسار منیجر اکسیر الاجسام کو مطلع فرما کر مشکور فرمائیں گے +

یہ دوائی جو اسرار مخفیہ میں سے ہے اسیار رفتہ طاقت کو واپس لانے والی دوائی اس کے برابر کم میسر ہو گی۔ لاریب یہ ضعف ہضم کو دور کر کے خون صالح پیدا کرتی ہے اور معدہ کو قوی تر بناتی ہے۔ خواہ کتنی ہی مدت کا معدہ کمزور کیوں نہ ہو دودھ جسقدر بھی پیا جاوے ہضم ہو جاتا ہے مقوی اعصاب و اعضائے رئیسہ اور محافظ حرارت غریزی ہے۔ دل و دماغ۔ جگر و گردہ اور مثانہ کی طاقت بڑھانے میں اپنے اندر اعجاز رکھتی ہے مثانہ کے تمام امراض اس کے استعمال سے فی الفور دور ہو جاتے ہیں۔ اس کے کھانے سے عمر بھر دیگر مقویات کی ضرورت نہ پڑے گی

یہ دوائی سینکڑوں اور ہزاروں کے خرچ سے سبکدوش کرنیوالی ہے

قیمت فی شیشی جس میں تین رتی دوائی ہو گی دس روپے علاوہ محصول ڈاک مقرر ہے مقدار خوراک ایک دانہ خشخاش سے ایک چاول تک ہو سکتی ہے۔ غیر شادی شدہ بغیر کسی معقول وجہ کے اسکے لیے ہرگز درخواست نہ بھیجیں

اکسیر الاجسام دیگر اشتہاری ادویہ کی طرح نہیں ہے یہ وہ دوا ہے جو آجتک سینہ بسینہ چلی آئی ہے اور جسکی تین رتی تمام عمر کیلئے کفایت کر سکتی ہے

اللہ تعالیٰ علیم ہے کہ میں نے فوائد اور محنت کے مقابلہ میں اس کی

قیمت کے تعین میں کسی حد تک ایثار

سے بھی کام لیا ہے۔ دوائی بذریعہ وی پی ارسال کی جاتی ہے۔ تمام درخواستیں بنام منیجر اکسیر الاجسام محلہ دار الفضل قادیان ضلع گورداسپور پنجاب آنی چاہئیں۔

المشتہر

منیجر اکسیر الاجسام۔ دار الفضل قادیان

یادِ حبیب کو تازہ رکھنے کیلئے اسکی کلام و حالات پڑھو!

یادِ حبیب کو تازہ رکھنے کے لئے اور کونوا مع الصادقین کے ارشاد پر عمل کر کے اس کے روحانی فوائد حاصل کرنے کے لئے ایک عجیب نسخہ یہ بھی ہے کہ

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حالات زندگی پڑھو!

ان حالات زندگی سے معلوم ہو گا کہ آپ کس خاندان میں پیدا ہوئے اور آپ کی ابتدائی تعلیم و تربیت کن حالات میں ہوتی رہی اور آپ کے مشاغل زندگی کیا تھے؟ خدا تعالیٰ اس کی مخلوق سے ان ایام میں آپ کے تعلقات کس قسم کے تھے آپ سوانحعمری کی دو جلدیں اس قسم کے مضامین پر مستقل شائع ہو چکے ہیں جو حیات النبی کے نام سے موسوم ہیں قیمت دو جلد دو روپیہ آٹھ آنہ

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے شمائل و اخلاق!

سوانح زندگی کے ساتھ جو چیز خدا تعالیٰ کے ماموروں کے ذریعہ حیرت انگیز تبدیلی انسانی قلوب میں کرتی ہے وہ ان کے اخلاقی معجزات ہوتے ہیں اسلئے کہ وہ دنیا کے لئے نمونہ ہو کر آتے ہیں اگر آپ چاہتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود کی سیرت اور آپکے کریکٹر کی اعلیٰ شان کا علم حاصل کریں تو

سیرت مسیح موعودؑ

کا مطالعہ ضروری ہے جو حال میں ہی شائع ہوئی ہے یہ شمائل و اخلاق کی جلد کا پہلا حصہ ہے جس میں حضرت کے شمائل و عادات و معمولات آپکے فلسفہ اخلاق کا امتیاز اور آپکے اخلاق فاضلہ کا بیان واقعات کی روشنی میں کیا گیا ہے یہ کتاب دوستوں کو ارمغان دینے کے قابل ہے اور سعادت مند اور شریف الطبع تعلیمیافتہ جماعت کے افراد میں تبلیغ کا خدا چاہے تو بہترین ذریعہ ہو سکتی ہے قیمت ایک روپیہ چار آنے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مکتوبات

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جو مکتوبات اپنی زندگی میں مختلف مذاہب کے لیڈروں اور مبلغین کو لکھے اور اپنے مخالفین دوستوں کو وقتاً فوقتاً تحریر فرمائے ہیں وہ اس وقت تک چھ جلدوں میں شائع ہو چکے ہیں اور چار جلدیں ابھی سلسلہ کی اور باقی ہیں۔ یہ خطوط جو دوستوں کو لکھے ہیں اپنے اندر ایک زندگی کی روح اور ایک قوت رکھتے ہیں اور نہایت ہی بیش قیمت مضامین پر مشتمل ہیں التصوف کی حقیقت اور قرب الٰہی کے حصول کے سادہ اور آسان طریق عجیب عجیب پیرایوں پر بحث ہے۔

خدا تعالیٰ پر زندہ ایمان اور دعاؤں کی قبولیت کے راز اور دعاؤں کے اثر اور قوت اعجاز کا ایک لطیف بیان ان میں ملیگا اور جو خطوط مخالفین اسلام اور سلسلہ کو لکھے ہیں ان میں صداقت کے زبردست دلائل قرآن مجید اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اعجازی قوت اور جلالی اور جمالی شان کا اظہار پرشوکت الفاظ میں کیا گیا ہے۔ غرض یہ مجموعہ قابل دید ہے۔ ہر جلد کی قیمت جو کچھ بھی نہیں صرف ۸/ ہے۔ یہ تمام کتابیں

منیجر اخبار الحکم قادیان دار الامان سے طلب فرمائیے۔

خواجہ پریس بٹالہ میں باہتمام احمد وجودی چھپا اور شیخ محمد ابراہیم علی پبلشر نے تراب منزل دار الامان قادیان سے شائع کیا